کتاب	:	اسلامی معاشی اصول: عہد جدید کے تناظر میں
مصنف	:	فاروق عزیز
طابع	:	مکتبہ آئین نو، A۷۵/۱۸، ایف بی ایریا، کراچی
سال اشاعت	:	۱۹۹۷ء
صفحات	:	۳۴۶
قیمت	:	۹۰ روپے
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر محمد جنید☆

علم معاشیات کا انسانی حیات کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ حیات انسانی کی بقاء و تحفظ کے لیے وسائل معاش کی تلاش ان کے استعمال، آمد و صرف میں توازن قائم رکھنے کے لیے فرد سے لے کر حکومت تک سبھی معاشی نظم کو قائم رکھنے کے پابند ہیں--- آج کی سریع الرفتار زندگی میں تو علم معاشیات اہم کردار ادا کرتا ہے۔ آج اقوام کو زیردست کرنے کے لیے اسلحہ کے استعمال سے کہیں زیادہ، معاشی طور پر قوموں اور ملکوں کو مفلوج کر کے ان کے اقتدار کے ایوانوں میں اپنی پالیسیوں کے پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں--- اور یوں بظاہر آزاد مگر عملاً محکوم اقوام، ''پتلی تماشا'' بن جاتی ہیں۔

اسلام جہاں اپنے پیروکاروں کو زندگی کی دیگر جہات میں ایک ضابطہ اور طریقۂ عمل سے سرفراز کرتا ہے۔ وہاں اس نے معاشی زندگی کو استوار کرنے کے لیے اعلیٰ و ارفع ضابطوں سے بھی نوازا ہے۔ اور یہی وہ ضابطے اور زریں معاشی اصول تھے کہ جن کی بنیاد پر چشمِ فلک پیر نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اسلامی حکومت میں زکوۃ دینے والے تو کثرت سے تھے، مگر زکوۃ لینے والا کوئی نہیں تھا۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر/ریسرچ فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بدلتے حالات میں ضرورتوں کا تفاوت اور دیگر اقوام کے تجربات مسلم علماء کو دعوتِ فکر دیتے ہیں اور وہ قرآن و سنت کے چشمۂ صافی سے مستفید ہو کر پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ محترم فاروق عزیز صاحب کی زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ہمیں مصنف کے اس نقطہ سے پوری طرح اتفاق ہے کہ کوئی بھی نظام اسی وقت ثمر بار ہوتا ہے جب اسے مکمل صورت میں عملی شکل دی جائے، اسلام کے تمام شعبہ ہائے حیات بھی باہم مربوط ہیں۔ جب تک تمام شعبوں پر اسلامی ضابطہ حیات کی عملداری نہ ہو، برکاتِ اسلام کی توقع عبث ہے۔ مزید برآں معاشی جمع و تفریق کے ساتھ جب تک ان اخلاقی ضابطوں کو مشعل راہ نہ بنایا جائے اسلامی معیشت فروغ نہیں پا سکتی، اس ضمن میں مصنف نے قرآن کے حوالے سے درج ذیل ضمنی عنوانات قائم کیے ہیں:

عدل، احسان، انفاق فی سبیل اللہ، بخل سے اجتناب، اسراف و تبذیر، دولت کی منصفانہ تقسیم، معاشی انصاف وغیرہ۔

مصنف محترم نے کتاب کے تیسرے باب میں اسلامی معاشیات پر قلم اٹھانے والے معدودے چند افراد کے نقطۂ نظر سے استفادہ کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ:

۱۔ عمارات، گودام، دکانیں، مشینوں و اوزار وغیرہ کو کرائے پر دینا ناجائز ہے۔

۲۔ صرف انسانی محنت سے حاصل ہونے والی اشیاء کو نجی ملکیت میں تسلیم کیا جائے گا۔

۳۔ صرف محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی جائز ہے، کسی اثاثے سے حاصل کی گئی آمدنی جائز نہیں۔

۴۔ مزارعت سود ہی کی ایک شکل ہے۔

موصوف نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیات بینات سے استدلال اپنی عقل و دانش کے مطابق کیا ہے۔ سنت مطہرہ، سنت صحابہ کرامؓ اور پھر اصول استنباط سے صرف نظر فرمایا ہے۔ جس کے سبب ان کے منہج تحقیق اور نتائج بحث سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا--- مصنف کا کتاب کے چوتھے باب کے بارے میں درج یہ جملہ ان کی مخصوص فکر کا عکاس ہے:

"اس باب میں ان تمام دلائل کا جو زمین کی نجی ملکیت کے حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں، ان کی قرآن مجید سے مؤثر تردید کے بعد ان تمام احادیث، روایات وغیرہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا گیا ہے جو اس ضمن میں بطور ثبوت پیش کی جاتی ہیں"

مصنف کا شرح زکوۃ میں تبدیلی کا موقف بھی جمہور کی رائے سے متصادم ہے اور اپنے موقف کے اثبات کے لیے وہ کوئی ٹھوس دلائل پیش کرنے سے بھی قاصر رہے ہیں۔

مصنف محترم نے اپنے سے مختلف رائے رکھنے والے اصحاب علم وفضل کے لیے جو اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ کسی علمی کتاب کے شایانِ شان نہیں۔